خطبہ صدارت

جو

آنریبل ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین

ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لا

سپیکر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

نے

اورینٹل کالج کے سالانہ جلسہ منعقدہ

۲۰ مارچ ۱۹۵۵ء کے

موقعہ پر پڑھا

جناب رئیس الکلیہ، اساتذہ کرام، خواتین و حضرات

آج کی تقریب کے لئے مجھے صدر منتخب کرکے آپ نے میری جو عزت افزائی فرمائی ہے، اس کے لئے میرا دلی شکریہ قبول فرمائیے۔

کالج کی کارکردگی کی جو رپورٹ پیش ہوئی ہے، اس سے یہ معلوم کرکے مجھے انتہائی مسرت ہوئی ہے کہ کالج نے تصنیف و تالیف کی اس پرانی روایت کو برقرار رکھا ہے جو اس ادارے کی بنیادی خصوصیت ہے۔ اس کے علاوہ بعض نئے شعبوں میں بھی ترقی کا قدم اٹھایا ہے۔ امتحانات کے نتائج علی العموم اچھے ہیں اور عام انتظامی حالات بھی تسلی بخش ہیں۔ یہ تمام کامیابی یقیناً ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ان کے رفقائے کار کی ان تھک کوششوں اور مسلسل محنتوں کا نتیجہ ہے۔ احساس فرض کے اس قابل قدر کارنامے پر میں آپ سب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

دو تین سال ہوئے مجھے اس کالج میں ایک ایسی ہی تقریب کی صدارت کا فخر حاصل ہوا تھا۔ اس موقعہ پر کالج کی علمی و تحقیقی حیثیت کے متعلق میں نے چند باتیں کہی تھیں۔ آج بھی اسی قسم کے جذبات میرے دل میں موجزن ہیں۔

آپ کا کالج تعلیم و تحقیق کی عظیم الشان روایت کی بنا پر ایک منفرد اور امتیازی حیثیت کا مالک رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نمایاں خصوصیت کو برقرار رکھنا، بلکہ اسے ترقی دینا ہمارا قومی اور ملی فریضہ ہے۔ جیسا کہ آپکو معلوم ہے اورینٹل کالج ۱۸۷۰ء میں قائم ہوا، اور جب ۱۸۸۲ء کے قانون انضمام کے

کے مطابق اس ادارے کو یونیورسٹی میں تبدیل کردیا گیا تو ۱۸۸۸ء کی تشکیل نو کے بعد اس کالج کا نصب العین مندرجہ ذیل الفاظ میں متعین کیا گیا۔

''سنسکرت' عربی اور فارسی میں' ان طلبہ کے لئے جو یونیورسٹی کے امتحانات عالم و فاضل کی تیاری کرنا چاہیں' صحیح بنیاد پر اور تاریخی طریقوں کے مطابق السنہ و ادبیات کی تعلیم کا اہتمام''

قطع نظر اس امر کے کہ دور غلامی میں عربی اور فارسی کی افادیت کیا تھی' اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حالات حاضرہ میں ہماری کلاسیکی زبانوں اور بالخصوص عربی نے بڑی اہمیت حاصل کرلی ہے۔ قیام پاکستان کے باعث ہماری قومی زندگی میں جو انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں' بین الاقوامی دنیا میں جو اہمیت ہمارے ملک کو حاصل ہورہی ہے اور بالخصوص اسلامی ممالک کے ساتھ ہمارے روابط جس سرعت کے ساتھ مضبوط ومستحکم ہورہے ہیں' یہ سب امور مقتضی ہیں کہ عربی کی تعلیم پر زیادہ سے زور دیا جائے۔ خوش قسمتی سے اس بات میں کسی خاص کاوش کی ضرورت نہیں۔ السنہ' شرقیہ اور خاصکر عربی و فارسی کی اہمیت کے سلسلہ میں ہم مسلمانوں کے تصورات بالکل واضح ہیں۔ کم از کم میرے ذہن میں اس معاملہ کے متعلق کسی طرح کا تذبذب نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشرقی علوم، جن کی علمی اور تہذیبی اہمیت ہمیشہ سے مسلم رہی ہے، حصول آزادی کے بعد ہمارے لئے اور زیادہ اہم بن گئے ہیں۔ غلامی کی زنجیروں نے جن علمی اور تہذیبی روابط کو پوری طرح پنپنے اور ترقی پانے کا موقعہ نہیں دیا تھا' انہیں بدلے ہوئے حالات میں پوری طرح پروان چڑھانا ہم پر لازم

ہوگیا ہے۔ اس تہذیبی، اخلاقی اور قومی فریضہ کو سیاسی مصالح نے اہم تر اور قوی تر بنادیا ہے۔ اس لئے ایسے تعلیمی اداروں میں جن کی تشکیل ہی اس مقصد کے پیش نظر کی گئی ہے کہ وہ مشرقی علوم کی ترقی و ترویج کی خدمات انجام دیں، نمایاں طور پر ایسی فضا پیدا ہونا چاہئے جس میں ہر نووارد نادانستہ طور پر محسوس کرے کہ ان علوم کی اہمیت میں اضافہ ہورہا ہے۔

مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ کالج میں بعض مغربی زبانوں کی تدریس کا انتظام کیا گیا ہے۔ فرانسیسی، جرمن اور روسی زبانوں کی علمی اور ثقافتی حیثیت کو میں تسلیم کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اورینٹل کالج میں ان زبانوں کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ اس کالج کی علمی روایات کے عین مطابق ہے۔ لیکن یہ خلش دل میں ضرور پیدا ہوتی ہے۔ کہ مغربی زبانوں کے ساتھ ارباب اقتدار کا انہماک خدانخواستہ اس بات پر منتج نہ ہو کہ وہ مشرقی علوم کی اہمیت سے غافل ہوجائیں یا انکی اس حیثیت کو نظر انداز کردیں جسکے وہ مستحق ہیں۔ پرنسپل صاحب کی رپورٹ کے بعض حصوں سے مجھے یہ اندازہ ہوا۔ کہ اس سال کالج نا مساعد حالات سے دوچار رہا ہے۔ اور کارکنوں کے دلوں میں کچھ بے اطمینانی اور انتظار کی کیفیت موجود رہی ہے بلکہ کہیں کہیں تو احساس محرومی و مایوسی بھی نمایاں تھا۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت نے جو نیا یونیورسٹی ایکٹ وضع کیا ہے۔ اس میں علوم مشرقیہ کے لئے مناسب تحفظات کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ چنانچہ کالج میں مشرقی علوم کی وہ جماعتیں جنہیں کالج کے نصاب تعلیم میں ایک واضح اور مستقل مقام حاصل تھا، بند کردی گئیں۔ اور امتحانات کے معاملہ میں ان جماعتوں کا الحاق یونیورسٹی کے بجائے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے ساتھ کردیا گیا ہے۔ میں اس

احساس زیاں کی قدر کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہی احساس اس کالج کے آئندہ ترقی و بہبود کا ضامن ہوگا۔

پرنسپل صاحب نے بجا طور پر اس بات پر زور دیا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اس کالج کا برقرار رہنا اور بھی ضروری ہوگیا ہے ۔ لیکن غالباً ان کا بھی یہ مطلب نہیں کہ یہ کالج پرانی نحج پر ہی چلتا رہے ۔ مدت سے یہ تقاضا ہو رہا ہے کہ اس کالج کے نظام میں مناسب اصلاحات کی جائیں اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ پرنسپل صاحب نے بھی اپنی رپورٹ میں اصلاح کی ضرورت کا ذکر کیا ہے ۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر ہمیں ترقی کرنا ہے تو ہمارے اداروں میں وقتی تقاضوں کے مطابق اصلاح ہوتی رہنی چاہیے ۔ اس کالج کی تعلیم و تدریس میں اصلاحات تجویز کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً کمیٹیاں مقرر کی جاتی رہی ہیں ۔ تقسیم ملک کے بعد پیدا ہونے والے حالات کے پیش نظر حکومت نے ماہ دسمبر ۱۹۵۰ء میں ایک کمیشن کا تقرر کیا تھا ۔ اس کمیشن نے یونیورسٹی اور اس کے تدریسی نظام کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد جو سفارشات پیش کی تھیں ' ان میں سے یونیورسٹی اورینٹل کالج کے متعلق ایک علمی اکادمی کا تصور ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ کمیشن کی خواہش ہے کہ اورینٹل کالج میں تعلیم السنہ شرقیہ و غربیہ کے سلسلے میں بلند تر نوعیت کی تدریس و تحقیق کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں ۔ وہ اپنی رپورٹ میں واضح کرتے ہیں کہ علوم شرقیہ کا مفہوم ان تمام علمی اضافوں پر حاوی ہے جو مشرق نے انسانی معلومات کے عظیم الشان ذخیرے ' یعنی ادبیات ' تاریخ ' جغرافیہ ' فلسفہ ' لسانیات ' طب ' قانون ' فنون لطیفہ ' اور سائنس کے تمام شعبوں میں مہیا کئے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

کمیشن کی یہ تصریحات مشرقی علوم کی تعلیم و تحقیق سے دلچسپی لینے والوں کےلئے بڑی حوصلہ افزا تھیں اور پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ نے بھی ان کی تائید کی تھی لیکن یہ امر افسوس ناک ہے کہ نئے ایکٹ میں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ۔ بلکہ پنجاب یونیورسٹی ایکٹ کی تنسیخ ' جو شائد اصطلاحی وجوہات کی بنا پر ضروری سمجھی گئی ' ظاہر کرتی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے قیام کا جو مقصد اس وقت پیش نظر تھا ' اب پس پشت ڈال دیا گیا ہے ۔ یہ امر کسی حد تک باعث تسکین ہے کہ ابھی آئین و فرامین کا وضع ہونا باقی ہے اور ان تمام امور کا انفرام ہو سکتا ہے جو قانون سازی کے وقت بوجہ عجلت ترک یا نظر انداز ہوگئے تھے ۔ ارباب اقتدار سے توقع ہے کہ وہ آئین و فرامین وضع کرتے وقت اس تصور کو' جو یونیورسٹی کمیشن نے پیش کیا تھا ' عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرینگے ۔

چانسلر صاحب کی مقرر کردہ کمیٹی آج کل اس معاملہ پر غور کر رہی ہے ۔ مجھے بھی اس کمٹی کی رکنیت کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی ہفتے اس کمیٹی کا ایک اجلاس بروز پنجشنبہ ہوا تھا افسوس ہے کہ چونکہ اسی وقت اسمبلی کا اجلاس منعقد ہورہا تھا ' میں کمیٹی میں حاضر نہ ہو سکا ۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر انتہائی رنج و افسوس ہوا کہ فیکلٹیوں کے متعلق جو تجاویز اس کمیٹی کے ایجنڈا میں شامل رکھی گئیں ہیں ان میں نہ صرف فروانیت اور مناسبت کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا بلکہ عربی اور فارسی کی اہمیت کو بھی بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں سمجھتاہوں کہ قیام پاکستان کے بعد ان زبانوں کی تعلیم قریباً قریباً مقصد بالذات کی حیثیت اختیار کر چکی ہے کیونکہ ہمار اتمام تر مذہبی

اور ثقافتی لڑیچر انہی زبانوں میں محفوظ ہے ۔علاوہ بریں اسلامی ممالک کی بین الا قوامی زبان عربی ہی ہو سکتی ہے اور اس اعتبار سے یہ عالمگیر اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہی زبان تمام عالم اسلام کو رشتہ وحدت میں منسلک کرتی ہے ۔ سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی عربی کی عظمت اور علوم عربیہ و اسلامیہ کی اشاعت کی ضرورت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے ۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے ' صرف اسی صورت میں قابل اعتنا ہو گا جب ہم اپنی تہذیب ' اپنے تمدن اور اپنی مخصوص روایات ملی کی حفاظت کر سکیں اور یہ ممکن نہیں جب تک ہم اپنے تمام علمی دفاتر پر جو عربی زبان میں ہیں' حاوی نہ ہو جائیں ۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہماری نوزائیدہ مملکت کے دوسرے ممالک سے بالعموم اور اسلامی ممالک سے بالخصوص اپنے ثقافتی، سماجی' سیاسی اور تجارتی تعلقات قائم کر رہی ہے ۔ ان تعلقات کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ ہم اپنے نوجوانوں کی تربیت صحیح خطوط پر کریں تاکہ وہ اپنی سفارتی ذمہ داریوں سے کماحقہ' عہدہ بر آ ہو سکیں

ایک انمل بے جوڑ قسم کی فیکلٹی تجویز کیگئی ہے جو ایسے مختلف مضامین پر مشتمل ہے جن کا آپسمیں بظاہر کوئی بالواسطہ تعلق معلوم نہیں ہوتا ۔ علوم اسلامیہ اور موسیقی کو چند دیگر مضامین کے ساتھ ملا کر ایک فیکلٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے ۔ فنون لطیفہ میں تو موسیقی شمار کی جا سکتی ہے ۔ لیکن اس کا رابطہ ایک طرف اسلامیات کے ساتھ اور دوسری طرف بین الا اقوامی تعلقات کے ساتھ سمجھنا ذرا مشکل ہے ۔ بر عکس اسکے اسلامیات اور عربی کا آپسمیں چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ درحقیقت اسلامیات کے مختلف علوم مثلاً تفسیر' حدیث' اور فقہ وغیرہ میں اعلیٰ قابلیت پیدا ہی

نہیں ہو سکتی - جب تک کہ عربی زبان پر کامل عبور حاصل نہ ہو۔ لہذا ان دونوں مضامین کو علحدہ علحدہ فیکلٹیوں میں ٹھونس دینے کا کوئی جواز دکھائی نہیں دیتا - اسلامیات کو اعلیٰ معیار پر قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ عربی فارسی اور اسلامیات کی ایک ہی مشترکہ فیکلٹی ہو -

انتہائی ستم ظریفی ہوگی اگر اصلاح کے نام پر کوئی ایسا منصوبہ تیار کیا جائے - جس سے اورینٹل کالج ہی' جو پنجاب یونیورسٹی کے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے ، تباہ ہو جائے - کالج کی تشکیل نو کا جو تصور یونیورسٹی کمیشن نے پیش کیا ہے عملی جامہ پہنانے کا بہترین طریقہ ہے - کہ عربی اور فارسی کی اعلیٰ تعلیم کا نصاب اس انداز سے مرتب کیا جائے - کہ وہ محض ادبیات تک ہی محدود نہ رہے - بلکہ تاریخ' فلسفہ اور دیگر علوم جدیدہ کا بھی احاطہ کرسکے - ضرورت تو اس چیز کی ہے کہ معیار نصاب کو اس قدر بلند کیا جائے کہ اگر عالم اور فاضل کی جماعتوں کو بند کرنا بھی مقصود ہو تو علوم شرقیہ و اسلامیہ کی تعلیم و تدریس اعلیٰ پیمانہ پر جاری رہے - اورینٹل کالج کے طلبہ بی - او - ایل اور ایم - او - ایل کی ڈگریاں بلا واسطہ حاصل کر سکیں - عربی اور فارسی کے علاوہ ترکی زبان کا شعبہ بھی جلد از جلد قائم ہونا چاہئیے - اور اردو' جو ہماری قومی زبان ہے لیکن عربی اور فارسی کی طرح کس مپرسی اور بے اعتنائی کا شکار ہو رہی ہے' اسکی طرف بھی ہمیں پہلے سے زیادہ متوجہ ہونے کی ضرورت ہے - تاکہ ہم ان علوم کو جلد از جلد اپنی زبان میں منتقل کر سکیں جن کے بغیر تعلیم اور حکومت' دونوں کے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے - اردو کے ساتھ ساتھ علاقائی زبانوں کی تعلیم کا انتظام بھی ضروری

ہے ۔ اور اس سلسلہ کی آخری کڑی یہ ہے ۔ کہ ہم ہندی اور سنسکرت کے ان شعبوں کو جو تقسیم ملک سے پہلے اس کالج میں موجود تھے ' اور جنہوں نے ریسرچ کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی تھیں ، از سر نو قائم کیا جائے ۔

میں نے یہ تجاویز ارباب اقتدار کے غوروفکر کے لئے پیش کرنے کی جرأت کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کی سب یونیورسٹی کمیشن کے وضع کئے ہوئے نصب العین کے مطابق ہیں ۔ اور ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جسے ناقابل عمل کہہ کر رد کیا جاسکے ۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ اگر ہم اورینٹل کالج کی تشکیل نو ان خطوط پر نہیں کرتے تو گویا اپنے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں ۔ جو قیام پاکستان کے بعد پیدا ہونے والے حالات اور مطالبات نے ہم پر عائد کیا ہے ۔ ہم سب اورینٹل کالج کی اصلاح کے خواہشمند ہیں ۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئیے ۔ کہ اصلاح' تخریب کی نہیں' تعمیر کی ہم نوا ہے۔ تنزل کی نہیں ترقی کی ہم عناں ہے ۔ ہمیں اپنی تہذیبی زندگی کو ماضی کی روائتوں کے ساتھ وابستہ کرنے اور مشرقی علوم سے بڑے بڑے قومی اور بین الاقوامی کام لینے کے لئے ایک باوقار ادارہ کی ضرورت ہے ۔ وہ ادارہ ہمارے پاس بنا بنایا موجود ہے ۔ اور مجھے یقین ہے ۔ کہ ہم اپنی غفلت سے یا سوچنے کے غلط انداز سے اس ادارہ کو تباہ نہیں ہونے دینگے ۔ بلکہ اس کو ملک بھر میں مشرقی علوم کی تعلیم' تدریس اور تحقیق کا سب سے بڑا مرکز بنائینگے ۔ خدا کرے کہ میری یہ توقعات پوری ہوں ۔

خواتین و حضرات !

میں آپ کا کافی وقت لے چکا ہوں ۔ لیکن خاتمہ کلام سے پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ میں طلبہ اور طالبات سے چند باتیں کرلوں ۔

عزیزان ملت ! سب سے پہلے تو میں آپ میں سے ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جنہوں نے اس سال کا مجوزہ نصاب کامیابی کے ساتھ ختم کیا اور وہ انعامات حاصل کئے جو اسکے امتیاز کی علامت ہیں ۔ اسکے بعد جو کچھ میں کہنے والا ہوں ' مجھے احساس ہے کہ اسکی حیثیت ایک ایسے اجتماع کے سامنے جو اسلامی روایات سے ہی رہنمائی حاصل کرتا ہو محض اعادہ کی ہے ۔ لیکن بعض باتوں کی اہمیت میں تکرار سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ۔ روز مرہ کی دنیا میں خوشحال زندگی بسر کرنے کے لئے چند بنیادی اصولوں کا تعین از بس لازمی ہے ۔ وقت کی سب سے اہم ضرورت اخلاقی بیداری ہے ۔ تاکہ ہمیں انفرادی طور پر ان اعلیٰ اقدار کا احساس ہو سکے جس کی بنا پر ہمارے وطن عزیز کی تخلیق ہوئی ہے ۔ جس بے راہروی کا آج کل مظاہرہ ہو رہا ہے ' ہمارے قومی اور ملکی مزاج میں جتنی خرابیاں موجود ہیں اور قومی وقار جس بے دردی سے پامال کیا جا رہا ہے ۔ ان سب کی وجہ ہماری انفرادی برائیاں ہیں ۔ کیونکہ جب تک افراد کے کردار کی تعمیر نہیں ہوتی ' ملکی اور قومی برائیوں کا قلع قمع بھی نہیں ہو سکتا ۔

ہماری خوش بختی ہے کہ ہمیں پاکستان کے آزاد شہری ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ لیکن کیا ہم آزادی کے مفہوم سے واقف ہیں ؟ کیا ہم ان ذمہ داریوں سے بھی آگاہ ہیں جو آزادی سے وابستہ ہیں ؟ کیا ہم صدق دل سے یہ کہ سکتے ہیں کہ

کہ ہمارے طور طریقے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے باشندوں کے شایان شان ہیں ؟ کیا ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہم اپنے طرز زندگی سے دوسروں پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں ؟ کیا کبھی ہم نے ذاتی مفاد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خدمت خلق کی کوشش کی ؟ کیا ہمیں کبھی اپنے حقیر ذاتی مفاد کو ملک و قوم کے وسیع مفاد کے تابع بنانے کا خیال آیا ۔ کیا ہم نے امانت' حسن سلوک' معاملات اور فرائض کے بارے میں ان بلند اصولوں کو پیش نظر رکھا جو اسلام نے ہمیں سکھائے ہیں ؟

اسلام زندگی کی الجھنوں سے کنارہ کشی نہیں سکھاتا ۔ اسلام تو زندگی میں ترقی کرنے کا دوسرا نام ہے ۔ لارھبانیة فی الاسلام کا مطلب ہی یہ ہے ۔ کہ ایک مسلمان کی نیکی کا راز زندگی کی دائمی کشمکش میں پنہاں ہے ۔ اس کا فرض ہے ۔ کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات میں پوری دلچسپی لے' زندگی کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرے ، زندگی کے ٹھوس حقائق میں گرم جوشی سے حصہ لے' کٹھن سے کٹھن منزل میں بھی ہمت کو پست اور عزم کو سست نہ ہونے دے' اس کے دل میں فکرو عمل' اجتہاد اور جہد و جہد کا جذبہ موجزن ہو اور وہ اپنی زندگی کو ایسے سانچوں میں ڈھالے جو کردار و سیرت اور اخلاق و شمائل کے اعتبار سے اسلامی تعلیمات کی آئینہ داری کرے ۔

میری دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قومی عزت ووقار برقرار رکھنے اور ملک و ملت کی خدمت کرنے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

لائن پریس ہسپتال روڈ لاہور
میں چھپا